Pakistan Islamicus

An International Journal of Islamic and Social Sciences

(Bi-Annual)

Trilingual: Urdu, Arabic and English

pISSN:2789-9365 eISSN:2790-4911

https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Published by:

Muslim intellectuals Research Center

Multan-Pakistan

Website: www.pakistanislamicus.com

Publisher website: www.mircpk.net

Copyright Muslim Intellectuals Research Center

All Rights Reserved © 2021 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

TOPIC

بیع فضولی کی شرعی حیثیت میں ائمہ اربعہ کی آراء کا تقابلی مطالعہ

Comparative Study of The Opinions of A'immah Arb'h Regarding Legality of Curious Sale (*Ba'i ul Fudhuli*)

AUTHORS

Samia Bano

Lecturer

Govt Graduate College(W) Jaranwala.

Email: ssaimabanoese@gmail.com

How to Cite

Bano, S. (2022).

بیع فضولی کی شرعی حیثیت میں ائمہ اربعہ کی آراء کا تقابلی مطالعہ

Comparative Study of The Opinions of A'immah Arb'h Regarding Legality of Curious Sale (*Ba'i ul Fudhuli*)

Pakistan Islamicus (An International Journal of Islamic & Social Sciences). 2(02),

Pages 01–13.

Retrieved from

https://www.pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/7

بیع فضولی کی شرعی حیثیت میں ائمہ اربعہ کی آراء کا تقابلی مطالعہ

COMPARATIVE STUDY OF THE OPINIONS OF A'IMMAH ARB'H REGARDING LEGALITY OF CURIOUS SALE (*BA'I UL FUDHULI*)

Samia Bano
Lecturer
Govt Graduate College(W) Jaranwala.
Email: ssaimabanoese@gmail.com

Abstract:

In Islam, a valid sale contract must have some essential elements like two parties viz., seller and buyer, goods e.g. subject matter, transfer of ownership rights, price, offer and acceptance. If a sale contract whose all elements are complete and is free from all illegal attributes then it is *ba'i Sahih* or valid sale. But if there is pending the transfer of title, meeting some specific conditions, then it is *Ba'ial- Mawquf* , which means pending or ineffective sale. *Ba'ial Fudhuli* is the example of *Ba'ial- Mawquf*. It is also called curious sale or uncommissioned agent sale. In Islamic Law, this type of sale undertaken by a person who is not a principal , agent or custodian remains inactive until the principal, agent or custodian show their consent and willingness to the contract because it involves their rights of ownership . The famous four A'immah of Fiqh have different views over the validity and legal position of *ba'ial- Fudhuli*. Some consider it valid with condition of the permission of the owner while others consider it null and void as it violates the ownership rights and leads to defective transection. Here we will study the unanimous and discordant views of Four A'immah over this very issue. We will start from the introduction and carry the topics of its peculiarities, its forms and end up with its legal passion and conditions described by *A'immah Arb'h* in Islamic financial law.

Keywords: Attributes, Curious Sale, Null and Void, Discordant, Peculiarities

تعارف:

معاش کے بنیادی ذرائع مثلاً کھیتی باڑی، گلہ بانی، ماہی گیری اور کان کنی کی اہمیت مسلمہ ہے۔ لیکن ان ذرائع سے حاصل ہونے والی پیداوار کو مختلف جگہوں اور مختلف لوگوں کے درمیان متحرک کرنے میں خرید و فروخت اور تجارت کے کردار سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اسی کے ذریعہ تمام وسائل معاش میں ایک ربط و تعلق قائم ہوتا ہے اور پیداواری مقامات سے اشیائے ضروریہ مصنوعات کی شکل میں معاشرے میں صرفی مقامات کا رخ کرتی ہیں جس سے معاشرے میں معاشی سرگرمیاں ایک دائرے کی صورت میں منضبط ہو جاتی ہیں۔ قرآن و سنت میں جہاں عبادات اور اخلاق و معاشرت کے حوالے سے ہدایات موجود ہیں وہیں معاملات تجارت اور خرید و فروخت کے حوالے سے بھی رہنما اصول موجود ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ معاملات تجارت ہر خطے و علاقے کی عادت و ضرورت کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ شریعت نے اس حوالے سے جو احکامات دیئے ہیں وہ اصولی اجمالی نوعیت کے ہیں جزئیات پر بہت کم بحث

ملتی ہے بلکہ جزئیات کے حوالے سے ہدایات کا منبع وماخذ یہی قواعد وکلیات ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہی قاعدہ ہے کہ:

"الاصل فی العبادات التو قیف و العادات، الاصل فیھاالعفو ۔"[1]

"عبادات میں بنیاد توقیف (وحی) اور عادات میں اصل عفو ودرگزر ہے۔"

یعنی عادات سے متعلقہ امور میں صرف وہی چیزیں حرام ہیں جو موجب فساد ہیں اور جن سے شر اور فساد کا دروازہ نہ کھلے شریعت نے ان کے حوالے سے عفو ودرگزر کا رویہ اختیار کیا ہے۔ چونکہ 'بیع' کا تعلق عادات سے ہے اس لیے لوگ جس طرح چاہیں خرید وفروخت کر سکتے ہیں جب تک کہ شریعت کی طرف سے حرمت کا حکم نہ آجائے۔

فقہ اسلامی میں خرید وفروخت کے معاملات کے لیے لفظ "بیع" کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ اُن چند الفاظ میں سے ہے جو عربی زبان میں اپنے مخالف معنی کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں لہٰذا لفظ "بیع" بیک وقت خرید اور فروخت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تقریباً تمام فقہی متون و شروحات میں عبادات و مناکحات کے بعد بیوع اور اس سے متعلقہ بحوث موجود ہوتی ہیں۔ نصوص و قواعد پر عملدرآمد و خلاف ورزی کے اعتبار سے فقہاء نے "بیع" کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں۔ ان اقسام میں سے ایک "بیع موقوف" ہے۔ بیع موقوف سے مراد وہ بیع ہے جس میں شرائط انعقاد تو موجود ہوں لیکن شرائط نفاذ موجود نہ ہوں۔ اس کی فقہی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"البیع الموقوف ما تو قف نفاذه علی اذن غیر عاقد"[2]

"بیع موقوف وہ ہے جو غیر عاقد کی اجازت پر موقوف ہو۔"

فقہاء احناف نے بیع موقوف کی اڑتیس اقسام بیان کی ہیں۔[3] ان میں سے ایک قسم "بیع فضولی" ہے۔

اس مقالے میں بیع فضولی کا مفہوم و حقیقت، اس کے لوازمات اور اسکی شرعی حیثیت، اس سے متعلقہ شرائط کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ شامل ہوگا۔

مفہوم اور حقیقت:

گرائمر کے لحاظ سے بیع الفضولی، مرکب اضافی ہے جس کا معنی ہے فضولی کی بیع، لغت میں لفظ "بیع" سے مطلق مبادلہ مال مراد لیا جاتا ہے۔[4] جبکہ اس کا شرعی مفہوم یہ ہے:

"مبادلۃالمال المتقوم بالمال المتقوم تملیکا و تملکا"[5]

"تملیک و تملک کے طور پر مالِ متقوم کا مالِ متقوم سے تبادلہ بیع کہلاتا ہے۔"

---

[1] ابن تیمیہ، احمد، مجموع فتاوی، (مدینہ منورہ: مجمع الملک فھد، ۱۴۱۵ھ) ۲۹:۱۷۔
ābn tymyh, āḥmd, mǧmwʿ ftāwy, (mdynh mnwrh:mǧmʿ āl-mlk fhd,1415A)29:17

[2] تقی عثمانی، مفتی، فقہ البیوع، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 1436ھ)، 2:572۔
tqyʿṯmāny, mfty, fqh āl-bywʿ,(kārachi:mktbh mʿārf āl-qrān,1436A),2-572

[3] ابن عابدین شامی، محمد امین، ردالمحتار علی الدر المختار مع تکملہ، (الریاض دار عالم الکتب، 1423ھ)، 7:320۔
ābnʿābdyn šāmy, mḥmd āmyn, rdā lmḥtārʿly āldr āl-mḫtār mʿtkmlh,(āl-ryāḍ dārʿālm ālktb,1423A),7-320

[4] الجرجانی، علی بن محمد، معجم التعریفات، (قاہرہ: دار الفضیلۃ، 1413ھ) 44۔
Ālǧrǧāny,ʿly bn mḥmd, mʿǧm āltʿryfāt, (qāhrh: dār ālfḍylẗ, 1413A) P.44

[5] ایضاً
Ibid.

اور لفظ "فضولی "فضول سے ہے جس کا واحد فضل ہے، عربی زبان میں یہ لفظ احسان اور نیکی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"وَلا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ "[6]

اس کے علاوہ معاش کے معنی میں بھی قرآن کریم میں یہ لفظ آیا ہے:

"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ"[7]

ضرورت سے زائد مال پر بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"یا بن آدم انک ان تبذل الفضل خیرلک ان تمسکه شرلک"[8]

پھر لغت میں لفظ "فضول "کا استعمال ایسی زیادتی پر ہونے لگا جس میں کوئی خیر نہ ہو۔[9] اور فضولی ایسے شخص کو کہا جانے لگا جو لا یعنی اور بے مقصد کاموں میں مشغول ہو۔[10] جبکہ فقہی اصطلاح میں فضولی سے مراد وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کی ملک و حقوق میں کسی شرعی تفویض کے بغیر تصرف کرے۔

"الفضولی : هو من لم یکن ولیا ولا اصلیا ولا وکیلا فی العقد"[11]

فقہ اسلامی میں نکاح، طلاق، بیوع، ھبۃ، اجارہ اور عاریت کے موضوعات میں فضولی کے تصرفات اور ان سے متعلقہ احکامات کا بیان ملتا ہے جب یہ تصرف خرید و فروخت میں ہوتا ہے فقہاء اسے 'البیع الفضولی' یا 'بیع الفضولی' کا نام دیتے ہیں۔

بیع فضولی میں شرائط انعقاد[12] تو موجود ہوتی ہیں لیکن شرائط نفاذ میں سے ملک وولایت خواہ اصل ہو یا نیابی موجود نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ عقد بیع منعقد تو ہو جاتا ہے لیکن نافذ نہیں ہوتا اس کا نفاذ اصلی مالک کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے، چونکہ یہاں بائع کسی بھی لحاظ سے مبیع کی ملک میں تصرف کا حق نہیں رکھتا، اس لیے فضولی کہلاتا ہے۔

بیع فضولی کے لوازمات:

- فضولی دوسرے کے حقوق میں قولی تصرف کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور یہ قولی تصرف شرعی تفویض کے بغیر ہوتا ہے۔
- اگر یہ تصرف، شرعی تفویض کے تحت ہو تو یہ تصرف فضولی نہ ہو گا۔ شرعی تفویض کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

---

[6] البقرہ، 237:02۔

Āl-bqrh, 2-237

[7] الجمعہ، 10:62۔

Āl-ğmʿh, 62:10

[8] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (ریاض: دار الحضارۃ، ط ثالثۃ، 1432ھ) رقم 2343۔

mḥmd bn āsmāʿyl bẖāry, ṣḥyḥ bẖāry ,(ryāḍ: dār āl-ḥḍārẗ, ṭ ṯālṯh, 1432A) rqm :2343

[9] تھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، (مکتبۃ لبنان، ط اولیٰ 1996م)، 2:235۔

Thānwy, mḥmdʿly, kšāf āṣṭlāḥāt āl-fnwn wālʿlwm (mktbẗ lbnān, ṭ āwly, 1996), 2-235

[10] الفیتومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر، (قاہرہ: دار لمعارف، ط ثانیہ س ن)۔ 475۔

Ālfytwmy, āḥmd bn mḥmd, ālmṣbāḥ āl-mnyr, (qāhrh: dār lmʿārf, ṭ ṯānyh s.n) P.475

[11] الجرجانی، معجم التعریفات، 44۔

Āl-ğrğāny, mʿğm āl-tʿryfāt, P-44

[12] عاقدین کا عاقل و بالغ ہونا، نفس عقد کا ایجاب و قبول کے موافق ہونا، مجلس بیع کا متحد ہونا، مبیع کا متقوم و مملوک ہونا اور موجود ہونا۔

i. نیابت شرعی کے تحت بچے کے ولی کی حیثیت

ii. نیابت قضائی کے تحت یتیم کے وصی کی حیثیت

iii. نیابت عقدی کے تحت وکیل کی حیثیت

- فضولی کے تصرفات صرف قولی ہوتے ہیں لہٰذا اگر وہ عقود میں قولی تصرف کے بعد عملی تصرف کرے اور ان کو بالفعل نافذ کر دے تو وہ غاصب شمار ہوگا اور اس پر غصب کے احکام نافذ ہوں گے۔
- فضولی کا عقد انعقاد کے لحاظ سے صحیح اور نفاذ کے اعتبار سے موقوف ہوتا ہے۔ اس توقف کی وجہ صاحب حق کی اجازت ہے۔ لہٰذا صاحب حق اگر اجازت دے تو اس سے عقد نافذ ہو جائے گا جبکہ انکار کی صورت میں یہ عقد لغو ہو جائے گا۔
- اجازت ملنے کی صورت میں فضولی کی حیثیت صاحب حق کے وکیل کی سی ہو جاتی ہے اور یہ حیثیت قبل عقد، وکالت کا مقام رکھتی ہے۔[13] اس حوالے سے فقہی قاعدہ بھی موجود ہے:

"الاجازة للاحقة فی حکم الوکالة السابقة"[14]

لہٰذا مجیز[15] کی اجازت کے بعد فضولی، جو کہ اب وکیل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جن کا تعلق "وکالۃ" کے ساتھ ہے۔ اجازت سے ماقبل و مابعد میں ہونے والا تصرف اب فضولی کی بجائے صاحب مال کے وکیل کا تصرف کہلائے گا۔

- مجیز کی اجازت صرف صریح اجازت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ عمل جو قولی ہو یا فعلی، صریح ہو یا غیر صریح، اسے عقد موقوف میں بطور اجازت قبول کیا جائے گا بشرطیکہ وہ عقود میں بطور اجازت استعمال ہوتا ہو۔[16]
- مجیز کی طرف سے ایک دفعہ انکار کرنے کے بعد یہ عقد بیع باطل ہو جائے گا۔ اب اگر مجیز اجازت دے کر اس عقد کو نافذ کرنا چاہے تو یہ اجازت معتبر نہ ہوگی کیونکہ عقد بیع پہلے انکار کے ذریعہ باطل ہو چکا ہے اور فقہی قاعدہ ہے کہ:

"العقد الباطل لا یقبل الاجازة"

لہٰذا فریقین اگر دوبارہ بیع کرنا چاہیں تو تجدید عقد لازمی ہوگا۔[17]

بیع فضولی کی صورتیں:

- اگر مؤاجر اجرت پر دی گئی چیز مثلاً مکان، سامان وغیرہ مالک کی اجازت کے بغیر فروخت کر دے۔
- اگر کسی زمین کا مزارع بٹائی پر دی گئی زمین مالک زمین کی اجازت کے بغیر فروخت کر دے تو یہ بھی بیع فضولی کی ہی ایک

---

[13] ــــ علی حیدر، درر احکام، شرح مجلۃ الاحکام، (الریاض: دار عالم الکتب، 1423ھ) 1:40۔

ʿly ḥydr, dr āḥkām, šrḥ mǧlẗ āl-āḥkām,(āl-ryāḍ: dārʿālm ālktb, 1423A), 1:40

[14] ــــ ایضاً Ibid.

[15] ــــ مجیز: دینے والا، صاحب حق

[16] ــــ الزرقاء، المدخل الفقہی، 1:506۔

Āl-zrqāʾ, āl-mdḫl āl-nqhy, 1:506

[17] ــــ ایضاً، 723 Ibid, P.723

صورت ہے جو اس کی مالک کی اجازت پر موقوف ہو گی۔

- اگر غاصب مغضوب چیز کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو چونکہ وہ مغضوب کا شرعی ولی یا مالک نہیں ہے اس لیے یہ بیع 'مغضوب منہ کی اجازت پر موقوف ہو گی۔
- ایک آدمی نے کسی کے پاس سامان رہن رکھوایا۔ پھر فک رہن سے پہلے یا بعد میں مرتہن نے اسے فروخت کر دیا تو یہ بیع رہن رکھنے والے کی اجازت پر موقوف ہو گی۔
- معاملہ شرکت میں اگر ایک شریک حق نیابت یا اجازت کے بغیر سارا مشترکہ مال فروخت کر دے تو یہ بیع، شراکت دار کے حصے کے برابر موقوف رہے گی۔

بیع فضولی کی شرعی حیثیت:

فقہاء کرام میں بیع فضولی کی شرعی حیثیت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ فقہاء کے مابین اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ فضولی کی بیع نافذ نہیں ہوتی لیکن کیا فضولی کی بیع منعقد ہوتی ہے؟ ایک رائے کے مطابق فضولی کی بیع منعقد ہو جاتی ہے اور دوسری رائے اس کے خلاف ہے۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جو فقہاء عقد موقوف کی صحت کے قائل ہیں اُن کے نزدیک عقد فضولی بھی صحیح ہے اور جو عقد موقوف کے بطلان کے قائل ہیں اُن کے نزدیک عقد فضولی باطل ہے۔

ائمہ اربعہ کی آراء کا تقابلی جائزہ:

امام ابو حنیفہؒ کا مؤقف:

امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں بیع فضولی، بیع موقوف کی ایک صورت قرار دی گئی ہے۔ امام صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ فضولی کی بیع منعقد ہو جاتی ہے لیکن نافذ نہیں ہوتی۔

"فلا ینفذ بیع الفضولی لا نعد ام الملک والو لایۃ لکنہ ینعقد موقوفا علی اجازۃ المالک"[18]

اس کا نفاذ مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر مالک اجازت دے تو وہ نافذ ہو جائیگی اور اجازت نہ دے تو بیع کالعدم اور باطل ہو جائیگی۔

"ومن باع ملک غیرہ بغیرہ امرہ فالمالک بالخیار ان شا ء اجاز البیع وان شاء فسخ"[19]

چونکہ یہاں فضولی کی حیثیت صرف ایک معاہد کی سی ہے، وہ ولایت اصلی و ولایت نیابی سے محروم ہے اس لیے اگر وہ مالک کی اجازت سے قبل معاملہ بیع کو ختم کرنا چاہیے تو اسے اس کی اجازت ہے۔

"الفضولی یملک فسخ العقد الموقوف قبل اجازۃ المالک"[20]

---

[18] ـــــ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، البدائع الصنائع، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ط ثانیہ، 1424ھ)، 6:573۔
Āl-kāsāny, ābw bkr bn msʿwd, āl-bdāyʿāl-ṣnāyʿ(byrwt: dārālktb ālʿlmyh ṭ ṯānyh, 1424A), 6:573

[19] ـــــ القدروی، احمد بن محمد، المختصر القدوری مع الترجیح والتصحیح، (بیروت: مؤسسۃ الریان، ط اولیٰ، 1426ھ)، 173۔
Āl-qdrwy, āḥmd bn mḥmd, āl-mẖtṣr āl-qdwry mʿāl-trğyḥ wāltṣyḥ, (byrwt:mwsī āl-ryān, ṭ āwly, 1426A), P.173

[20] ـــــ ابن مازہ بخاری محمود صدر الشریعۃ، المحیط البرھانی، (کراچی: ادارۃ القرآن، 1424ء)، 9:473

احناف بیع کی حد تک تو فضولی کے تصرفات کے قائل ہیں لیکن شراء میں وہ دو مختلف صورتیں بیان کر کے دو مختلف احکام بیان کرتے ہیں ۔

پہلی صورت:

دوران عقد 'فضولی شراء کی نسبت اپنی طرف کرے جبکہ نیت دوسرے کے لیے خریداری کی ہو تو یہ عقد، فضولی پر لازم و نافذ ہو گا، موقوف نہ ہو گا الا یہ کہ عاقد بچہ غیر ماذون یا مجور ہو۔

دوسری صورت:

عقد میں شراء کی نسبت غائب کی طرف کی جائے تو یہ عقد غائب کی اجازت پر موقوف ہو گا۔

"لو اشتری لغیرہ نفذ علیہ الاذ کان المشتری صبیا اور محجورا علیہ فیو قف ھذا اذالم یضعفہ الفضولی الی غیرہ فلو اضافہ۔۔ توقف"[21]

امام مالکؒ کا موقف:

امام مالکؒ ملک غیر میں فضولی کے تصرفات کے جواز کے قائل ہیں لیکن احناف کے برعکس وہ بیع و شراء کے تصرفات میں تفریق کے قائل نہیں ہیں۔ عقد کے صاحب ملک کی اجازت پر موقوف ہونے میں وہ احناف کے موافق رائے رکھتے ہیں۔

ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں:

"واختلفو امن ھذا فی بیع الفضولی ھل ینعقد ام لا وصورتہ ان بیع الرجل مال غیرہ بشرط ان رضی بہ صاحب المال امضی البیع وان لم یرضی فسخ وکذلک فی الشراء الرجل بغیر اذنہ علی انہ ان رضی المشتری صح الشراء والا لم یصح ۔۔۔ واجازہ المالک فی الوجھین "[22]

امام شافعیؒ کا موقف:

امام شافعیؒ نے عاقد کے لیے معقود علیہ پر ولایت شرعی کو شرط قرار دیا ہے یہ ولایت شرعی خواہ ملک کی صورت میں ہو یا وکالت یا ولایت کی صورت میں ہو۔ ان کے علاوہ غیر اہل سے جو عقد صادر ہو وہ باطل ہے۔ قول قدیم میں امام صاحب بیع فضولی کے جواز کے قائل تھے۔

"وفی القدیم ینعقد موقوفا ان اجاز المالک نفذ والا لغا "[23]

جبکہ قول جدید جو کہ مذہب شافعی میں راجح اور مفتی بہ درجہ رکھتا ہے کے مطابق بیع فضولی لغو اور باطل ہے۔ امام نوویؒ نے 'المجموع' میں

ābn māzh bẖārh mḥmwd ṣdr ālšrhʿẗ, āl-mḥyṭ āl-brhāny, (Kārāchi ẗ: ādār āl-qrān,1424ʾ)9:473

[21] —— ابن عابدین، ردالمحتار، 409:7۔

ābnʿābdyn, rdālmḥtār 7:409

[22] —— ابن رشد، محمد ابن احمد، بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد، (قاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ط ثالثۃ، 1415ھ)، 147:2۔

ābn ršd, mḥmd ābn āḥmd, hdāyẗ āl-mğthd wnhāyẗ āl-mqtṣd,(qāhrh: mktbẗ āl-ẖānğẗ, ṭ ṯālṯh,1415A)2:147

[23] —— الرافعی، عبدالکریم بن محمد، المحرر فی فقہ الامام الشافعی، (قاہرہ: دارالسلام، ط اولی 1434ھ) 458:1۔

Āl-rāfʿy, ʿbdālkrym bn mḥmd, āl-mḥrr fy fqh āl-āmām āl-šāfʿy, (qāhrh: dār āl-slām, ṭ āwly,1434A)1:458

امام صاحب کا قول جدید ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"الصحیح ان العقد باطل وھذا نصه فی الجدید"[24]

امام شافعیؒ بیع کی طرح فضولی کے شراء کی بھی عدم صحت کے قائل ہیں۔[25]

امام احمد بن حنبلؒ کا موقف:

امام احمدؒ سے منقول دو مختلف روایات سے دو مختلف آراء ملتی ہیں:

ایک رائے احناف و مالکیہ کے موافق ہے۔[26]

جبکہ دوسری شوافع کے مطابق ہے مفتی بہا رائے یہی ہے اور اکثر اہل مذہب نے یہی رائے اختیار کی ہے۔[27]

حنابلہ نے فضولی کے شراء کو قبول کیا ہے۔[28]

مجوزین کے دلائل:

بیع فضولی کے جواز کے قائلین نے جن نصوص و آثار سے اپنے موقف کے حق میں استدلال کیا ہے ان کا مختصر جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

آیات قرآنیہ سے استدلال:

احناف و مالکیہ نے تجارت اور خرید و فروخت سے متعلقہ قران و سنت کے وہ تمام نصوص جو اپنے مفہوم میں عام ہیں ان کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ مثلاً قرآنی آیت:

" وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا "[29]

میں لفظ "البیع" کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ اس میں اصلی مالک یا وکیل کے ذریعہ بیع کا فرق نہیں کیا گیا ہے تو جس طرح اصل مالک اور وکیل کی بیع درست ہوتی ہے اسی طرح فضولی کی بیع بھی درست ہے کیونکہ فضولی آخر میں وکیل کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ مزید یہ ہے:

" إِلا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ "[30]

---

24 ــــ النووی، یحییٰ بن شرف الدین، المجموع شرح المہذب، (بیروت دار الفکر، س ن)، 9:259۔
Āl-nwwy, yḥyh bn šrf āl-dyh, āl-mğmwʿ šrḥ āl-mhḏb, (byrwt dār āl-fkr, sn)9:259

25 ــــ ابن سالم عمرانی، ابوالخیر، البیان فی مذہب الامام الشافعی، (جدہ: دار المنہاج، س ن)5:66۔
ābn sālm ʿmrāny, ābw āl-ẖyr, āl-byān fy mḏhb āl-āmām āl-šāfʿy, (ğdh: dārā lmnhāğ)5:66

26 ــــ ابن قدامہ مقدسی، عبداللہ بن احمد، المقنع، (جدہ: مکتبۃ السوادی، ط اولی، 1421ھ)1526۔
ābn qdāmh mqdsy,ʿbdāllh bn āḥmd, āl-mqnʿ, (ğdh: mktbẗ āl-swādy, ṭ āwly,1421A) 6:152

27 ــــ ابن مفلح حنبلی:، ابراہیم بن محمد، المبدع شرح المقنع، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1413ھ)، 4:16۔
ābn mflḥ ḥnbly: ābrāhym bn mḥmd, āl-mbdʿ šrḥ āl-mqnʿ(byrwt: dār āl-ktb ālʿlmyh,1413A)4:16

28 ــــ ایضاً۔ Ibid

29 ــــ البقرۃ، 02:275۔ Āl-bqrẗ, 2:275

30 ــــ النساء، 4:29۔ Āl-nsāʾ, 4:29

میں جو باہمی رضامندی کی شرط موجود ہے تو بیع فضولی بھی مالک کی رضامندی واجازت پر موقوف ہوتی ہے۔اس کی رضامندی سے ہی معاملہ بیع جائز ہوتا ہے۔ قائلین نے قرآنی آیت:

" وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى"[31]

سے استدلال کرتے ہوئے بیع فضولی کو مالک اور مشتری کی معاونت و خیر خواہی کا ذریعہ بتایا ہے۔

احادیث سے استدلال:

اس کے علاوہ چند احادیث سے بھی فضولی کی مشروعیت ثابت کی گئی ہے مثلاً:

سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے:

"عن عروه البارقی ، ان النبیﷺ : اعطا ہ دینارا لیشتری له شاة فاشتری له شاتین فباع احداهما بدینار فاتی النبیﷺ بدینار و شاة فد عاله رسول اللهﷺ بالبركة"[32]

اسی طرح کی ایک حدیث حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے:

"عن حکیم بن حزام ان رسول اللهﷺ بعث معه بدینار لیشتری له اضحیة، فاشتر اها بدینار و باعها بدینار ین ، فرجع فاشتری له اضحیة بدینار ، وجا ء بدینار الی النبیﷺ متصدق به النبیﷺ ودعا له ان یبارک فی تجارة"[33]

قیاس سے استدلال:

بیع فضولی کے قائلین نے قیاس کے ذریعہ بھی بیع فضولی کے حق میں دلائل جمع کئے ہیں:

- انھوں نے بیع فضولی کو اجنبی کے لیے "زیادۃ علی الثلث" وصیت پر قیاس کیا ہے جو ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے۔ ان کی اجازت یا انکار سے یہ وصیت نافذ یا کالعدم قرار پاتی ہے۔
- اس کے علاوہ انھوں نے بیع فضولی کو "تصدق لقطہ" کی مانند قرار دیا ہے کہ جس میں مالک کی اجازت کے بغیر سامان لقطہ صدقہ کر دیا جاتا ہے۔
- اسی طرح مجوزین نے بیع فضولی کو "خیار شرط" پر قیاس کر کے اسے درست قرار دیا ہے کہ جس طرح خیار شرط درست ہے اسی طرح مالک کی اجازت کی شرط پر بیع کا معاملہ کرنا بھی درست ہے۔[34]

مجوزین کے دلائل کا جواب:

---

[31] —— المائدہ، 5:02۔ Āl-māydh, 5:2

[32] —— محمد ابن یزید ابن ماجہ، السنن، (دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ، ط اولیٰ، 1430ھ)، رقم: 2902

mḥmd ābn yzyd ābn māǧh, āl-snn (dmšq: dār āl-rsālẗ āl῾ālmyẗ, ṭ āwly, 1430A), rqm:2902

[33] —— ابو داؤد، السنن، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط اولیٰ 1416ھ)، رقم: 3386

ābw dāwd, ālsnn (byrwt: dār āl-ktb āl῾lmyh, ṭ āwly,1416A)،rqm : 3386

[34] —— النووی، المجموع، 9:260-259، الماوردی، علی بن محمد، الحاوی الکبیر، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط اولیٰ 1414ھ)5:328۔

Āl-nwwy, āl-mǧmw ،259-260:9, Ālmāwrdy,῾ly bn mḥmd, āl-ḥāwy āl-kbyr, (byrwt: dārā lktb āl῾lmyh, ṭ āwly, 1414A)5:328

علامہ ماوردیؒ نے 'الحاوی الکبیر' میں اور امام نوویؒ نے "المجموع" میں بیع فضولی کے جواز میں دیئے گئے دلائل کا جواب تفصیلاً پیش کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

- امام نوویؒ نے "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى" کے جواب میں بیع فضولی کو" تَعَاوَنُوا عَلَى الا ثم والعدوان" قرار دیا ہے کہ یہ بیع تعدی و گناہ میں تعاون کی مانند ہے نیکی و تقویٰ میں تعاون کی مثل نہیں ہے یہ مفضی الی النزاع کی ہی ایک صورت ہے۔
- عروہ بارقیؓ اور حکیم بن حزامؓ کی روایات کی سند کے ضعف پر کلام کرنے کے بعد اُن صحابہ کے تصرفات کو مطلق وکالت پر محمول کیا ہے۔
- وصیت موقوفہ پر قیاس کو غیر درست قرار دیا کہ وصیت میں تو غرر کا احتمال ہوتا ہے کہ یہ معدوم و مجہول کے ساتھ بھی صحیح ہوتی ہے لیکن بیع میں یہ سب جائز نہیں ہے لہذا بیع کو وصیت پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔[35]

مانعین کے دلائل:

بیع فضولی کو باطل اور مردود ٹھہرانے والے فقہاء کرام نے جن نصوص و آثار سے استدلال کیا ہے ان کا مختصر جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

قرآنی آیات سے استدلال:

مانعین نے اُن قرآنی آیات سے اپنے مؤقف کے حق میں استدلال کیا ہے جن میں خود انسان کو اپنے افعال و تصرفات کا ذمہ ٹھہرایا گیا ہے۔

" وَلا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى"[36]

سورۃ الانعام کی آیت ہے:

"وَلا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلا عَلَيْهَا"[37]

مانعین نے مندرجہ بالا آیات کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ غیر کی ملک میں تصرف گویا ان آیات کے مفہوم سے مخالفت رکھتا ہے۔

احادیث سے استدلال:

بیع فضولی کے عدم جواز سے متعلق احادیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں دی جارہی ہیں ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تبع مالیس عندک"[38]

---

35 — یہ تمام دلائل، البدائع الصنائع، کتاب البیوع، ج6، ص576-573 اور الفقۃ المالکی وادلتہ، کتاب البیوع، ج5، ص16 سے لیے گئے ہیں۔
Āl-bdāyʿāl-ṣnāyʿ, ktāb āl-bywʿ, ğ6, P.573-576 āwr āl-fqẗ āl-mālky wādlth, ktāb āl-bywʿğ.5 P.16

36 — الفاطر، 18:35
Āl-fāṭr, 35:18

37 — الانعام، 164:6
Āl-ānʿām, 6:164

38 — ابوداؤد، السنن، رقم:3503
ābw dāwd, āl-snn, rqm:3503

عدم جواز کے قائلین فقہاء نے "مالیس عندک میں "مالا تملک" کا مفہوم بھی شامل کیا ہے جو کہ ایک اور حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اس سے فضولی کے تصرفات کے عدم جواز کا نظریہ قائم کیا ہے کہ فضولی اس کی بیع کرتا ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے اور مندرجہ بالا حدیث سے یہ بیع منہی عنہا میں شمار ہوتی ہے۔

مزید یہ کہ فضولی کی بیع چونکہ مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے جس میں اقرار وانکار دونوں کا احتمال موجود ہوتا ہے۔ اس تردد اور غیر یقینیت کی وجہ سے بیع فضولی میں گویا غرر پایا جاتا ہے جس سے "بیع فضولی" بیع غرر کے مفہوم میں شامل ہو جاتی ہے جس سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

" عن ابی ھریرة ؓ: ان النبیﷺ نھی عن بیع الغرر"[39]

قیاس سے استدلال:

اس کے علاوہ مانعین نے قیاس کے ذریعہ بھی بیع فضولی کے عدم جواز میں دلائل جمع کئے ہیں:

- انھوں نے بیع فضولی کو "بیع مکرہ" پر قیاس کیا ہے کہ بیع مکرہ بھی مالک کی رضامندی کے بغیر منعقد ہوتی ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بیع فضولی بھی جائز نہیں ہے۔
- مانعین نے بیع فضولی کو ہوا میں موجود پرندوں اور پانی میں موجود مچھلیوں کی بیع پر قیاس کر کے اسے مردود ٹھہرایا ہے کہ دونوں میں بائع، مبیع کو قبضہ میں دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔[40]

مانعین کے دلائل کا جواب:

مجوزین نے مانعین کے پیش کردہ دلائل کا جواب بھی دیا ہے اور یہ جواب تقریباً تمام فقہی شروحات میں کسی نہ کسی طور پر مفصل موجود ہے جن کا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

- مجوزین نے مانعین کی طرف سے بیان کردہ آیات قرآنیہ کے مفہوم ومراد کو سزاو جزا پر محمول قرار دیا ہے کہ ان سے بیع کے احکام پر دلیل قائم کرنا درست نہیں ہے
- "ما لیس عندک" سے "مالا تملک" مراد لینے کا جواب مجوزین نے یوں دیا ہے کہ یہاں بیع التام مطلق سے منع کیا گیا ہے بیع ناقص وموقوف سے منع نہیں کیا گیا ہے۔
- بیع فضولی کو ہوا میں موجود پرندوں اور پانی میں موجود مچھلیوں کی بیع پر قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ ہوا میں پرندے اور پانی میں مچھلی کسی کی مملوک نہیں ہوتی جبکہ بیع فضولی میں مبیع مملوک ہوتی ہے اور فضولی کی حیثیت محض وکیل کی سی ہوتی ہے اور مبیع پر قدرت وقبضہ مالک کا ہے اور عقد بیع میں ایفاء وتسلیم کے لیے وہی مخاطب ہے۔

---

[39] ــــ ابوداؤد، السنن، رقم:3377

ābw dāwd, āl-snn, rqm:3377

[40] ــــ النووی، المجموع، 9:260

Āl-nwwy, āl-mğmwʿ, 9:260

- اسی طرح "بیع مکرہ" میں تو رضامندی معدوم ہوتی ہے اور بیع فضولی میں نفاذ کی شرط ہی مالک کی اجازت ورضامندی ہوتی ہے۔[41]

ترجیح:

- دلائل کی قوت اور مقاصد شریعہ سے مطابقت کے اعتبار سے بیع فضولی کے جواز کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے کہ فضولی کی اہلیت کامل ہوتی ہے اس لیے فضولی کے عقد کو لغو قرار دینے کی بجائے عمل کی حیثیت میں قبول کرنا بہتر ہے کیونکہ اکثر اس عقد میں مالک کی مصلحت بھی ہوتی ہے اور اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اسے اس عقد میں اپنا فائدہ نظر نہ آئے تو وہ فسخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

بیع فضولی کے درست ہونے کی شرائط:

احناف نے بیع فضولی کے درست ہونے کے حوالے سے چند شرائط کا ذکر کیا ہے:

1۔ اصلی مالک کی طرف سے اجازت ہو۔ ورثاء کی اجازت قابل قبول نہیں ہے۔

2۔ بائع موجود ہو۔

3۔ مشتری موجود ہو۔

4۔ مبیع موجود ہو

5۔ ثمن اگر عینی چیز ہو تو وہ بھی موجود ہو (کیونکہ بیع مقایضہ کی مانند یہاں یہ بھی مبیع کے حکم میں ہے۔)[42]

اجازت سے متعلقہ شرائط:

1۔ اجازت فسخ عقد سے قبل ہو۔

2۔ ثمن مسمی پر اجازت ہو۔

3۔ اگر اجازت مشروط ہو تو شرط کا وجود واجب ہے۔[43]

مبیع کی ہلاکت:

مشتری کا مبیع میں تصرف اجازت سے قبل جائز نہیں ہے خواہ مبیع پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اجازت سے قبل اگر مبیع مشتری کے سپرد کرنے کے بعد ہلاک ہو جائے تو بیع فسخ ہو جائیگی اور مالک کو اختیار ہو گا کہ بائع و مشتری میں سے جس سے چاہے ضمان وصول کرے کیونکہ ضمان کا سبب دونوں میں موجود ہے اور وہ ہے بائع کا بغیر اجازت مبیع سپرد قبضہ کرنا اور مشتری کا اس پر قبضہ کرنا، یہ اس لیے کہ غیر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کے حوالہ کرنا یا قبضہ کرنا وجوب ضمان کا سبب ہے۔ جو بھی ضمان ادا کر دے گا تو دوسرا بھی بری ہو جائے

[41] ـــــ الکاسانی، بدائع الصنائع، 5:576-573۔
Āl-kāsāny, bdāyʿāl-ṣnāyʿ, 5:576 -573-

[42] ـــــ ابن عابدین، ردالمحتار، 7:322۔
ābnʿābdyn, rdāl-mḥtār, 7: 322

[43] ـــــ علی حیدر، الدرر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، (الریاض دار اعالم الکتب، ط خاصۃ، 1423ھ)، 1:406
ʿly ḥydr, āl-drrālḥkām šrḥ mğlẗ āl-āḥkām, (āl-ryāḍ dārāʿāl-m ālktb ṭ ḫāṣẗ, 1423A), 1: 406

گا۔[44]

یہاں ہلاکت مبیع سے حقیقی، حکمی دونوں قسم کی ہلاکت مراد ہے۔[45]

بیع فضولی کو فسخ کرنے کا حق:

بیع فضولی کو تین طرح کے لوگ فسخ کر سکتے ہیں:

1۔ مبیع کا حقیقی مالک یا ولی یا وصی۔

2۔ بائع لیکن مالک کی اجازت سے قبل[46]

3۔ مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ مالک کی رضامندی سے قبل اگر اسے مبیع کی اصل ملکیت کے بارے علم ہو جائے اور وہ معاہدہ بیع ختم کرنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہے بشرطیکہ مالک کی اجازت سے قبل منسوخ کرے۔ فقہاء نے اسے "عیوب الرضا" کے تحت "خیار عیب" میں شمار کیا ہے۔[47]

4۔ چونکہ اس بیع میں صفت لزومی نہیں پائی جاتی ہے اس لیے عاقدین میں کوئی بھی اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ لیکن یہ رجوع مجیز کی اجازت سے قبل ہو۔[48]

ثمن کی ہلاکت:

ثمن اپنی نوعیت کے اعتبا سے دو طرح کا ہوتا ہے:

ا۔ عین ۲۔ غیر عین

پہلی صورت:

اگر بیع فضولی میں ثمن عین ہو تو یہ بیع مقایضہ ہو گی۔[49] جو کہ مالک کی اجازت پر موقوف نہیں ہو گی۔ اس صورت میں مالک کی اجازت، اجازت عقد نہیں بلکہ اجازت نقد ہو گی اور فضولی پر عقد، مالک کی اجازت کے بغیر لازم اور نافذ ہو جائے گا اور فضولی ہی اس عین کا مالک ہو گا۔ مالک اگر اجازت دے دے تو ملکیت اس کی طرف منتقل ہو جائے گی بصورت دیگر سامان ثمن (عین) کا فضولی مملوک رہے گا اور فضولی پر مبیع کا مثل یا اس کی قیمت واجب ہو گی[50]

---

[44] علی حیدر، الدرر الحکام، 1:405
ʿly ḥydr, āl-drrāl-ḥkām, 1:405

[45] ایضاً
Ibid

[46] ایضاً، 406۔
Ibid,406

[47] الزرقاء، المدخل الفقہی العام، 1:493۔
Āl-zrqāʾ, āl-mdẖl āl-fqhy ālʿām, 1: 493-

[48] ایضاً، 522۔
Ibid, 522

[49] Barter
Barter

[50] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ مع شرح لکنوی، (کراتشی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۱۷ھ)، ۵:۲۱۲۔
Āl-mrġynāny, ʿly bn āby bkr, āl-hdāyh mʿšrḥ lknwy, (krātšy:ādārẗ āl-qran wālʿlwm āl-āslāmyh, 1417A)5:212

مذکورہ صورت تب وقوع پذیر ہوگی اگر ثمن موجود ہو اگر ثمن موجود ہی نہ ہو تو جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ معاہدہ بیع کالعدم ہو جائے گا[51] اور فضولی پر تاوان لازم ہو گا۔ اگر عین مثلی ہو تو مثلی اور اگر قیمی ہو تو قیمی ضمان لازم آئے گا کیونکہ یہ قبضہ، عقد فاسد کے ذریعہ ہوا۔[52]

دوسری صورت:

اگر ثمن غیر عین ہو تو مالک کی اجازت اس کے وجود سے مشروط نہیں ہے۔ اگر ثمن ہلاک ہو گیا تو بھی مالک کی اجازت جائز ہوگی اور اجازت کے اثر سے فضولی، وکیل کی حیثیت اختیار کر جائے گا اور ثمن اسکے ہاتھ بمنزل امانت ہوگی اور اگر ضائع ہو جائے تو تاوان لازم نہ آئے گا۔[53]

لیکن اگر مجیز اجازت نہ دے تو ہلاک شدہ ثمن کا ضمان فضولی پر ہو گا ردالمحتار کے مطابق اگر مشتری کو بائع کے فضولی ہونے کی بابت علم نہ ہو تو ضمان لازم آئے گا وگرنہ فضولی پر ضمان عائد نہ ہو گا[54]

خلاصہ بحث

بیع فضولی کو جائز کہنے والوں کے نزدیک چونکہ اس میں بیع صحیح کے تمام ارکان موجود ہوتے ہیں اس لیے یہ بیع صحیح کی ہی ایک قسم ہے جو صاحب حق کی اجازت تک موقوف رہتی ہے۔ جبکہ اسے ناجائز کہنے والوں کے نزدیک چونکہ عقد بیع میں مبیع کا بائع کی ملکیت ہونا شرط ہے جو کہ بیع فضولی میں مفقود ہوتی ہے اس لیے یہ بیع باطل ٹھہرتی ہے۔

بیع فضولی کئی شکلوں میں معاشرے میں موجود ہے جیسے کہ باپ اپنے بیٹے کی ملکیت بغیر حق تصرف کر کے فروخت کر دے یا شوہر بیوی کی ملکیتی چیز فروخت کر دے۔ کسی گمشدہ شخص کی املاک فروخت کرنا یا سرکاری املاک فروخت کر دینا وغیرہ بیع فضولی ہی کی صورتیں ہیں۔ موجودہ دور میں غیر سودی بینکاری میں بیع مرابحہ کی بنیاد پر اگر بینک یک طرفہ طور پر اپنے صارف کی ملکیت فروخت کر دے تو یہ مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے۔

---

[51] ـــــ ابن عابدین، ردالمحتار، ۷: ۳۲۲۔

ābn ʿābdyn, rdāl-mḥtār7:322

[52] ـــــ ایضاً، ۱: ۴۰۸۔

Ibid,1:408

[53] ـــــ ایضاً

Ibid

[54] ـــــ ابن عابدین، ردالمحتار، ۷: ۳۲۲۔

ābnʿābdyn, rdāl-mḥtār, 7:322